جلد ۳۴ | ۳۰ ماہ اخاء ۱۳۲۵ ہش | ۴ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ | ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۵۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو پاؤں میں درد کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

آج بعد نماز مغرب تا عشاء حضور مجلس میں رونق افروز ہو کر حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز ہے دعائے صحت فرمائیں۔

آج ۵ بجے شام جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس اور جناب مولوی محمد صادق صاحب کے اعزاز میں فضل عمر ہوسٹل کی طرف سے ٹی۔ پارٹی دی گئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ ہر دو معزز اصحاب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں دونوں اصحاب نے تقاریر کیں۔ آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی مختصر تقریر فرمائی۔

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب انگلستان سے ٹیکنیکل ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد بمعیت جناب چودہری محمد عبد اللہ خان صاحب جو بغرض علاج انگلستان گئے ہوئے تھے کل ایک بجے دوپہر بخیریت قادیان پہنچ گئے ٭ آج جناب چودہری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

خطبہ جمعہ

ہمارے پاس دُنیا کو بچانے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے، اور وہ دُعا ہے

جماعت کو چاہیئے کہ وہ خصوصیت سے دعاؤں میں لگ جائے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء بمقام مسجد احمدیہ دریا گنج دہلی

مرتبہ:۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج مجھے آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ کیونکہ میں سخت کوفت محسوس کر رہا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے اعصاب کام کی زیادتی کی وجہ سے کمزور ہو گئے ہیں۔ اخبار پڑھنے کے لئے چارپائی پر لیٹا۔ گیارہ بجے کے قریب آنکھ لگ گئی۔ اور ساڑھے بارہ بجے کے قریب آنکھ کھلی۔ اس کے بعد نہانے اور کھانا وغیرہ کھانے میں دیر ہو گئی۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو مشکلات اس وقت ہندوستان کو پیش آرہی ہیں۔ ان کی

بہت بڑی ذمہ واری

ہماری جماعت پر ہے۔ کیونکہ لوگ اپنی تدبیروں سے مشکلات کا علاج کرتے ہیں۔ مگر ہم وہی کام آسمان پر اپنی التجاؤں اور دعاؤں سے کرتے ہیں۔ میرے اس جگہ آنے کی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ میں قریب رہ کر یہاں کے حالات کا پتہ لگا سکوں۔ اور اس طرح زیادہ دعاؤں کی تحریک ہو گی۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے اختلافات کے متعلق جو خبریں دی ہیں ان کے بعض حصے پورے ہو چکے ہیں۔ اور بعض پورے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حصے جو خیر والے ہیں۔ ان کو پورا کردے۔ اور جو شر والے ہیں۔ ان کے بد نتائج سے محفوظ رکھے۔

خدا تعالےٰ کی سنت

ہے کہ وہ انذاری خبروں کو دعاؤں سے منسوخ کر دیتا ہے۔ اس لئے جماعت کو چاہیئے کہ وہ خصوصیت سے دعاؤں میں لگ جائے۔ اور دوسروں کو بھی دعا کے لئے تحریک کرے۔ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگوں کی دعاؤں میں اثر نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال کرنا کہ دوسروں کی دعاؤں میں اثر نہیں ہے۔ غلط ہے وہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ یہ اس دعا کے متعلق ہے جو نبیوں کے مخالف ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ سچی جماعت کے سوا دوسروں کی دعائیں سنی ہی نہیں جاتیں۔ اللہ تعالےٰ جیسے ہمارا خدا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں، سکھوں، یہودیوں عیسائیوں، زرتشتیوں۔ بدھوں اور دوسری اقوام کا بھی خدا ہے۔ اور وہ سب کی سنتا ہے۔ ہمارے سامنے

یونس نبی کی مثال

موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو الہام کیا۔ کہ چونکہ تمہاری قوم تکذیب میں انتہا کو پہونچ گئی ہے۔ اس لئے تمہاری قوم ساری کی ساری تباہ کر دی جائے گی۔ جا اور اپنی قوم کو خبر دے۔ کہ چالیس دن کے اندر اندر وہ تباہی تم پر آ جائیگی حضرت یونس چونکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی صفت کے متعلق جانتے تھے۔ کہ وہ تمام باقی امور پر حاوی ہے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا کہ اے خدا تو مجھے ابتلا میں نہ ڈال تو

رحیم و کریم

ہے۔ وہ لوگ توبہ کرینگے۔ تو تُو ان کو معاف کردے گا۔ اور میں جھوٹا ٹھہرونگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا جا جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کر۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ حضرت یونسؑ اپنی قوم کے پاس آئے۔ اور انہیں اللہ تعالےٰ کا پیغام سنایا۔ بجائے اس کے کہ وہ نیکی اور تقوےٰ اختیار کرتے۔ انہوں نے

تمسخر اور ہنسی

شروع کر دی۔ حضرت یونسؑ نے ان کو بتا دیا کہ چالیس دن کے اندر اندر تم پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوگا۔ جو تمہیں تباہ و برباد کر دے گا۔ حضرت یونسؑ کچھ دنوں کے بعد اس خیال سے کہ اب میری قوم پر عذاب آنے والا ہے اپنی قوم کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور دور جا کر ڈیرا لگا لیا۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی
بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

چالیس دن کے بعد آخر جب وہاں سے کوئی شخص گزرا۔ تو حضرت یونس ع نے اسے پوچھا۔ بتاؤ۔ نینوا شہر والوں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا۔ سب راضی خوشی ہیں۔ یہ خبر سنکر حضرت یونس ع وہاں سے گھبرا کر بھاگ گئے۔ کہ اب میں اپنی قوم کو کیا مُنہ دکھلاؤں گا۔ قرآن کریم نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ حضرت یونس ع وہاں سے سمندر کے کنارے پر آئے۔ اور ایک جہاز میں سوار ہوئے۔ کچھ دور جاکر جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ اس پر جہاز والوں نے قرعہ اندازی کی کہ کون بھاگا ہوا غلام ہے۔ حضرت یونس ع کا نام نکلا۔ جہاز والوں نے پکڑ کر آپ کو سمندر میں پھینک دیا۔ اور آپ کو ایک مچھلی نے نگل لیا۔ تین دن رات پیٹ میں رکھنے کے بعد ایک جگہ سمندر کے کنارے پر اگل دیا۔ چونکہ آپ کمزور اور نحیف تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے سایہ کے لئے ایک بیل اگا دی۔ لیکن اس بیل کو کسی کیڑے نے کاٹ دیا۔ اور وہ سوکھ گئی۔ حضرت یونس ع نے اللہ تعالیٰ سے اس کیڑے کے لئے بد دعا کی۔ انسان کے دل میں بعض دفعہ رنج پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ رنج شکایت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت یونس ع نے شکایت کے طور پر اللہ تعالےٰ سے یہ عرض کیا۔ کہ یہ بیل مجھ پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ کمبخت کیڑے نے اسے کاٹ دیا۔ تو اسے تباہ و ہلاک کر۔ یا اسی طرح کے کوئی اور الفاظ کہے۔ یہ تمام واقعہ حضرت یونس ع کو اس لئے پیش آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو

ایک سبق

دینا چاہتا تھا۔ جب وہ اپنے خیالات میں تھے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ اے یونسؑ یہ بیل تمہاری پیدا کی ہوئی نہیں تھی۔ یہ بیل ہماری پیدا کی ہوئی تھی۔ تمہارے ساتھ اس کا صرف اتنا تعلق تھا۔ کہ وہ تم پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ تمہیں اس کے تباہ ہونے پر کتنا افسوس ہوا ہے۔ اے یونس ع کیا میرے لاکھوں لاکھ بندے جن کو میں نے پیدا کیا تھا۔ جب انہوں نے توبہ کی۔ اور اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔ میں ان کا خیال نہ کرتا۔ اور ان کو ہلاک کر دیتا۔ تب حضرت یونس کو سمجھ آئی۔ کہ میرا یہ فعل درست نہ تھا۔ وہ واپس نینوا والوں کے پاس گئے۔ وہاں جاکر ان کو معلوم ہوا۔ کہ واقعہ میں عذاب آگیا تھا۔ لیکن نینوا والوں نے چونکہ توبہ کی تھی۔ اس لئے وہ عذاب ان پر سے ٹلا دیا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایک ہی مثال ہے۔ کہ کسی قوم پر عذاب آگیا ہو۔ اور وہ توبہ کرنے کی وجہ سے بچ گئی ہو۔ اور وہ

نینوا والوں کی مثال

ہے۔ جب حضرت یونس ع کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھے۔ تو انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ عورت مرد اور بچے سب شہر سے باہر نکل جائیں۔ اور اپنے جانوروں کو بھی ساتھ لے جائیں۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائیں اور جانوروں کو چارہ نہ دیا جائے۔ چنانچہ مردوں اور عورتوں نے دعا شروع کی ادھر بچوں نے دودھ نہ ملنے کی وجہ سے بلبلانا شروع کیا۔ اور جانوروں نے چارہ نہ ملنے کی وجہ سے چلانا شروع کیا بچوں کے رونے اور چلانے کی وجہ سے ماؤں اور بہنوں نے زیادہ جوش اور درد کے ساتھ دعائیں شروع کیں۔ مردوں اور عورتوں کے رونے سے بچوں کے بلبلانے سے اور جانوروں کے چلانے سے

فضا گونج اٹھی

اللہ تعالےٰ نے ان کی اس گریہ وزاری کی حالت کو دیکھ کر ان سے عذاب کو ٹلا دیا۔ تو دیکھو وہ عذاب جس کا اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے نبی نے اس کی خبر بھی دے دی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے دعائیں کیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں سنیں۔ ان کی توبہ کو قبول کیا۔ اور ان سے عذاب کو ٹلا دیا۔ تو یہ خیال کرنا کہ

دوسرے مذاہب والوں

کی دعائیں نہیں سنی جاتیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ نبیوں کی جماعتوں کی اکثر دعائیں سنی جاتی ہیں۔ اور دوسروں کی دعائیں اس کثرت سے نہیں سنی جاتیں۔ لیکن جن دعاؤں کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلل۔ اس سے مراد وہ دعائیں ہیں۔ جو نبیوں کی جماعتوں کے خلاف ہوتی ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ انبیاء کے دشمنوں کی ان دعاؤں کو بھی قبول کرے۔ جو وہ انبیاء کے خلاف کرتے ہیں۔ تو تمام سچائیاں اور تمام صداقتیں دنیا سے مٹ جائیں۔

ابوجہل

نے بدر کے موقعہ پر یہ دعا کی تھی۔ کہ اے خدا اگر یہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سچا ہے۔ تو ہم پر پتھر برسا۔ اور اگر یہ سچا نہیں ہے۔ تو تو اسے نیست و نابود کر دے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے اپنے حصے کی نصف دعا تو قبول کرلی۔ اور اسے ذلت کی موت نصیب ہوئی۔ لیکن جو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف دعا کی تھی۔ وہ قبول نہ ہوئی۔ علاوہ ابوجہل کے اور بھی بہت سے لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے روزانہ بد دعائیں کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی دعاؤں کو رد کیا اور آپ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اسی طرح موسیٰ ع عیسیٰ ع کے دشمن ہمیشہ بد دعائیں کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان کی بد دعائیں نہیں سنتا تھا۔ پس وما دعاء الکفرین الا فی ضلل کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کفار کی وہ دعائیں نہیں سنتا۔ جو نبیوں اور سچائیوں کے خلاف ہوں۔ جو

ذاتی دعائیں

ہوتی ہیں۔ وہ ان کی بھی سنی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو خدا تعالےٰ کے بندے ہیں۔ پس ہر ایک انسان کی دعا اثر رکھتی ہے۔ بشرطیکہ وہ دردِ دل سے کی جائے۔ اور وہ نبیوں کے خلاف نہ ہو۔ اس لئے ہماری جماعت کو خود بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور اپنے ملنے والوں کو بھی

دعاؤں کی تحریک

کرنی چاہیئے۔ اور ہر ایک پر زور دینا چاہیئے۔ کہ یہ ایام خاص طور پر دعاؤں کے ہیں۔ ایک آدمی کی کوتاہی سے لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان تباہی کے گڑھے میں گر جائیں گے اور فتنہ و فساد کی آگ سے بھسم ہو کر رہ جائیں گے۔ اور بیسیوں سالوں کے لئے ملک کی حالت قابل رحم ہو جائیگی۔ دعاؤں سے علاوہ ان کی قبولیت کے ان کا ایک

نفسیاتی اثر

یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان برے کاموں سے رکنے کی کوشش کرتا ہے۔ فرض کرو ایک شخص یہ دعا کرتا ہے۔ کہ یا الٰہی تو میرے دل کو صاف کر دے۔ تو پہلا فائدہ جو اس سے ہوگا وہ یہ ہے کہ اسکی دعا قبول ہوگی۔ اس کے اندر نیکی اور تقویٰ پیدا ہوگا۔ اور اس کا دل صاف ہو جائیگا۔ علاوہ اس کے اسے یہ فائدہ بھی ہوگا۔ کہ جب اسکے دل میں بد خیال پیدا ہوگا۔ تو وہ اس کا مقابلہ کریگا۔ کیونکہ وہ خیال کرے گا۔ کہ ابھی میں اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کر رہا تھا۔ کہ تو میرے دل کو پاک کر دے اور ابھی میں بد خیالوں کے پیچھے چل رہا ہوں۔ یہ خیال آتے ہی وہ بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ اور علاوہ آسمان کی مدد حاصل کرنے کے وہ برے خیالات کو خود بھی اپنے دل میں داخل ہونے سے روکے گا۔ پس

ہماری جماعت کا فرض

ہے کہ وہ لوگوں میں دعا کی تحریک کرے۔ اس طرح سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے دلوں میں جو ایک دوسرے کیلئے بغض ہے اور جو ایک دوسرے کی مخالفت ہے۔ وہ کم ہو جائیگی۔ اور جو لوگ یہ دعائیں کریں گے۔ ان پر جو اللہ تعالےٰ کا فضل نازل ہوگا۔ وہ اس سے الگ ہوگا۔ یہ دن ایسے ہیں۔ کہ ہماری جماعت کو اپنے گرد و پیش کے لوگوں کو دن رات سمجھانا چاہیئے کہ وہ کوئی شورش پیدا نہ کریں۔ اور خود بھی امن سے رہیں۔ اور دوسروں کو بھی امن سے رہنے دیں۔ خصوصًا دہلی والوں پر یہ ذمہ داری سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہندوستان کے پایۂ تخت میں رہتے ہیں۔ میں نے ایک نفسیاتی ماہر کی کتاب پڑھی ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے۔ کہ ہزاروں ہزار پھانسیوں کی وجہ یہ تھی۔ کہ جج کے ناشتہ پر انڈے حد سے زیادہ ابلے ہوئے تھے۔ یا کسی چیز میں نمک زیادہ تھا۔ یا کسی قسم کا کوئی اور معمولی نقص تھا۔ جس کی وجہ سے باہر نکلتے وقت جج کی طبیعت میں انقباض اور غصہ پیدا ہوگیا تھا۔ اور بجائے گھر کے لوگوں پر غصہ نکالنے کے اس نے دوسروں پر جاکر غصہ نکالا۔ تو طبائع کے

چھوٹے چھوٹے اشتعال

بعض دفعہ بہت بڑے فتنے پیدا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک بات جب بار بار کسی کے کان میں ڈالی جائے۔ تو آہستہ آہستہ وہ اثر کرنے لگ جاتی ہے۔ خواہ اس میں حقیقت

کچھ بھی نہ ہو۔ مثل مشہور ہے کہ ایک استاد لڑکوں کو بہت مارا پیٹا کرتا تھا۔ سب لڑکوں نے مشورہ کیا کہ آج کوئی ایسی بات کی جائے۔ جس سے وہ پڑھائی کی طرف توجہ نہ دے سکے آخر یہ طے ہوا کہ آج ماسٹر صاحب کو یہ وہم ڈالا جائے۔ کہ آپ بیمار ہیں۔ چنانچہ جوں جوں لڑکے استاد کے سامنے حاضر ہوئے باری باری ہر ایک لڑکے نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ آج آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے۔ کیا آپ بیمار ہیں۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی اسی طرح کہا پھر تیسرا آیا۔ اس نے بھی اسی طرح کہا۔ کہ کیا آپ بیمار ہیں۔ پہلے تو اس نے گالیاں دینی شروع کیں۔ لیکن لڑکے اپنے مشورہ کے مطابق یہ کہتے چلے گئے۔ کہ کیا آپ بیمار ہیں آج آپ کی طبیعت کچھ خراب سی معلوم ہوتی ہے۔ جب پانچ سات لڑکوں نے کہا تو آہستہ آہستہ استاد جی کا غصہ فرو ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا مجھے کچھ نہیں ہوا۔ تم اپنا کام کرو۔ آخر جب پانچ دس اور لڑکوں نے یہی بات کہی۔ تو استاد صاحب کہنے لگے یونہی کچھ طبیعت خراب سی معلوم ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر لڑکوں کو رخصت دی۔ اور گھر جا کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ یہ ایک قصہ ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ جو باتیں کثرت سے کان میں پڑتی رہیں۔ ان پر انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ تم تجربہ کر کے دیکھ لو۔ اگر ایک بات کے متعلق دس آدمی کہنا شروع کردیں۔ تو جو شخص ان کے مونہہ سے سنے گا۔ وہ اسے ایسے طور پر آگے جاکر بیان کرے گا۔ گویا اسے اس نے خود دیکھا ہے۔ اور اس کے پاس

بہت سے دلائل و شواہد

موجود ہیں۔ حالانکہ وہ ساری شنید ہوگی۔ اور اگر اس سے کہا جائے کہ یہ بات اس طرح نہیں ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ لوگ یونہی کہتے ہیں ساری دنیا یونہی کہتی ہے۔ گویا وہ پانچ دس آدمی ساری دنیا بن جاتے ہیں تو یہ واقعہ ہے۔ کہ جو باتیں بار بار کانوں میں پڑیں۔ آہستہ آہستہ ان کا اثر دلوں پر ہو جاتا ہے۔ اب اگر مسلمانوں کے کانوں میں یہ آواز بار بار پڑتی رہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو مٹانا چاہتے ہیں۔ تو آہستہ آہستہ یہ بات اس قدر ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے گی۔ کہ اس کا نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ یا اگر ہندوؤں سے یہ کہا جائے۔ کہ مسلمان تمہارے متعلق بد ارادے رکھتے ہیں۔ اور تمہارے مٹانے کے درپے ہیں۔ اور یہ آواز بار بار ان کے کانوں میں پڑتی رہے۔ تو پھر ان خیالات کا ان کے دلوں سے نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ اب

صلح کرانے والے

بھی انسان ہی ہیں۔ ان کے دوست بھی ہیں۔ اور ان کے نوکر چاکر بھی ہیں۔ اور ان کے ارد گرد شکایتیں کرنے والے لوگ بھی ہیں۔ وہ اپنے دوستوں کی باتوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے ہمسائے کی باتوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے ملنے والوں کی باتوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے نوکروں چاکروں کی باتوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ اور ملک کی قسمت کا فیصلہ ان کے ہاتھوں میں ہے۔ ان کی ذرا سی لغزش اور ذرا سی غلطی ملک کو کہیں سے کہیں پہنچا سکتی ہے۔ ان سب باتوں کا

علاج

صرف دعا ہے۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے۔ کہ کون کون ان کو ملنے کے لئے آیا۔ اور کس کس کی بات نے انہیں راہ راست سے پھیرا۔ لیکن اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے۔ کہ کونسی بات ان کو راہ راست سے پھیرنے والی ہے۔ اگر ہم اللہ تعالےٰ کے سامنے جھک جائیں گے! تو اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے ایسے سامان پیدا کرے گا۔ کہ جو لوگ لڑائی جھگڑا کرانا چاہتے ہوں گے۔ وہ اپنے اس بد ارادہ میں ناکام رہیں گے۔ اور وہ صلح کے اندر رخنہ اندازی نہ کرسکیں گے۔ پس ہمیں اللہ تعالےٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا ہم تیرے سامنے التجا کرتے ہیں۔ کہ تو خود ہی ان اشتعال انگیزیوں کے سامانوں کو مٹا دے۔ اگر وہ اشتعال پیدا کرنے والے دیدہ دانستہ کرتے ہیں۔ تو تو ان کو ہدایت بخش اور اگر نادانستہ کرتے ہیں۔ تو تو انہیں ان کی غلطی پر آگاہ کردے۔

حقیقت یہ ہے

کہ بندہ اپنی کوششوں سے شر کے تمام دروازے بند نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ ہزاروں ہزار مواقع ایسے پیش آتے ہیں کہ بظاہر انسان کو کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ اور چاروں طرف بہت بڑی دیواریں اور روکیں نظر آتی ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نازل فرمائے۔ تو وہ روکیں۔ اور وہ دیواریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کوئی نہ کوئی راستہ نکل آتا ہے

جنگ خندق

کے وقت جسے جنگ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ دشمن نے ایسے طور پر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو بچاؤ کا کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد بارہ سو تھی۔ اور دشمن کی فوج کی تعداد دس ہزار سے چوبیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ اگر درمیانی تعداد نکالیں۔ تو سترہ ہزار بنتی ہے۔ ادھر سترہ ہزار کا لشکر اور ادھر مسلمانوں کا صرف بارہ سو کا لشکر تھا۔ اتنے بڑے وسیع قصبے کی حفاظت بارہ سو آدمی کس طرح کرسکتے تھے حفاظت کا کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی سے پوچھا کہ آپ کے ملک میں ایسے موقعہ پر کیا کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایسے موقعہ پر شہر کے ارد گرد خندق کھود کر شہر کی حفاظت کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تجویز پسند آئی۔ آپ نے فرمایا یہ نئی چیز ہے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کو خندق کھودنے کا حکم دیدیا مدینہ کی وہ سمت جہاں سے کہ دشمن کے حملے کا زیادہ خطرہ تھا۔ اس طرف صحابہ نے خندق کھودنی شروع کردی۔ آپ نے دس آدمیوں کو دس دس فٹ جگہ دے دی گویا ایک آدمی کے حصہ میں ایک فٹ جگہ آئی۔ اور اگر اس کی چوڑائی سات آٹھ فٹ اور گہرائی آٹھ نو فٹ سمجھی جائے۔ تو ایک آدمی کے حصہ میں

ساٹھ ستر فٹ

کی کھدائی کا کام تھا۔ اور یہ تمام کام صرف بارہ سو آدمی نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے بچوں اور عورتوں نے بھی اس کھدائی میں حصہ لیا۔ بچوں کے متعلق تو مجھے یقینی طور پر علم ہے۔ کہ وہ شامل تھے۔ اور عورتوں کے متعلق بھی میرا قیاس ہے۔ کہ وہ بھی ضرور شامل ہوئی ہونگی۔ کیونکہ صحابیات اکثر اجتماعی کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ گویا اس طرح اس خندق کی کھدائی میں

تین ہزار کے قریب

افراد شامل ہوئے۔ جو خندق کھودی گئی۔ وہ کچھ ایسی مکمل تو نہ تھی۔ لیکن کسی قدر حفاظت کا سامان پیدا ہو گیا تھا۔ مدینہ کے سامنے جو میدان تھا اس طرف آپ نے خندق کھدوا دی۔ باقی تین اطراف کھلی تھیں۔ ان میں سے ایک طرف تو پہاڑیاں تھیں۔ اور دشمن اس طرف سے حملہ آور نہیں ہو سکتا تھا۔ اور دوسری طرف یہودیوں کی بستیاں تھیں۔ اور باغات تھے۔ اور یہودیوں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ کہ وہ لڑائی کے موقعہ پر آپ کا ساتھ دینگے۔ اور تیسری طرف مدینہ کا شہر تھا۔ اس لئے اس طرف سے بھی شدید حملہ نہیں ہو سکتا تھا۔ دشمن جب مدینے پر حملہ آور ہوا وہ خندق کی وجہ سے رک گیا۔ اور اس نے اس میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔ جب دشمن نے دیکھا کہ مسلمانوں پر حملہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے

یہودیوں کو پیغام

بھیجا کہ تم ہمارے ساتھ مل جاؤ تو ہم ملکر حملہ کریں۔ یہودی مان گئے۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیا یہودیوں کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے کفار کے لئے ایک اور طرف مدینہ کی خالی ہو گئی۔ یہودی جب کفار کے ساتھ مل گئے۔ تو مسلمانوں کے لئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کی عورتوں کو ایک میدان میں جمع کردیا تھا جو یہود کی طرف تھا۔ چونکہ مرد خندق کی حفاظت کر رہے تھے اسلئے یہودیوں نے آدمی بھیجکر یہ پتہ لگانا چاہا کہ

مسلمان عورتیں

کس جگہ جمع ہیں۔ تا کہ ان پر حملہ کیا جاسکے۔ اس وقت حالت بہت نازک تھی۔ یہودیوں میں سے ایک شخص

اس مکان تک جا پہنچا۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خاندان کی عورتیں تھیں اور موقعہ تاڑ کر اندر گھس آیا۔ وہاں پہرے پر ایک بیمار صحابی مقرر تھے۔ انہوں نے مقابلہ کیا کرنا تھا۔ ان عورتوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پھوپھی بھی تھیں۔ جو کہ بہت بہادر تھیں۔ انہوں نے اس کو اندر آتے دیکھ کر اس صحابی سے کہا کہ آپ اس کا مقابلہ کریں۔ کیونکہ وہ بوجہ بیماری کے مقابلہ نہ کر سکے۔ تو انہوں نے خود خیمے کی چوب نکال کر اس یہودی پر حملہ کیا۔ اور اسے زخمی کر دیا۔ اور پھر باقی عورتوں نے مل کر اسے مار دیا۔ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو علم ہو گیا۔ کہ یہودی لوگ فساد پر آمادہ ہیں۔ آپ نے ان کا عندیہ معلوم کرنے کے لئے ان کی طرف آدمی بھجوائے۔ یہودیوں نے کہا ہمارا آپ سے

کوئی معاہدہ نہیں

ہم آزاد ہیں۔ جس طرح چاہیں کریں۔ یہ خبر مدینہ کے مسلمانوں پر بجلی کی طرح پڑی۔ تب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے خندق پر جو بارہ ۱۲ سو آدمی متعین کئے تھے۔ ان میں دو سو ۲۰۰ آدمی اس جگہ کی حفاظت کے لئے بھجوا دئے۔ جہاں آپ کے خاندان کی عورتیں تھیں۔ اور دوسرے ایسے خاندانوں کی عورتیں تھیں۔ جن پر دشمن کی خاص نظر تھی۔ ۳۰۰ کا لشکر اس جگہ کی حفاظت کے لئے بھجوا دیا۔ جہاں مدینہ کی دوسری عورتوں کو رکھا گیا تھا۔ گویا کل سات سو آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے رہ گئے۔ اس تبدیلی سے مسلمانوں کی حالت اور بھی نازک ہو گئی۔ اور وہ گھبرا گئے کہ اب کیا کیا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں

اس حالت کا نقشہ

کھینچتے ہوئے فرماتا ہے۔ زلزلوا زلزالاً شدیداً۔ گویا ان پر ایک قسم کا زلزلہ آ گیا تھا۔ اور کمزور ایمان والے مسلمانوں نے بہانے بنانے شروع کر دیئے۔ کہ ہمارے گھر ننگے ہیں۔ ان میں کوئی مرد حفاظت کرنے والا نہیں۔ اور بعض نے بیماری کے بہانے بنائے۔ وہ حالت ایسی نازک تھی۔ کہ ایک عیسائی مؤرخ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو گالیاں دینے کا عادی ہے۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے یہ دن ایسے خطرناک تھے۔ کہ ان کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ مسلمانوں کو رات دن جاگنا پڑتا تھا۔ اور خطرناک سے خطرناک

مصائب کا سامنا

کرنا پڑتا تھا۔ وہ دوسری سب مصیبتوں کو بخوشی برداشت کر سکتے تھے۔ لیکن جو چیز سب سے زیادہ ان کے لئے تکلیف دہ تھی۔ وہ یہ تھی کہ دشمن رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر حملہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ جہاں تک قربانی کا سوال ہے۔ بعض دفعہ آٹھ دس صحابہ نے ہزار ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ لیکن وہ اتنے متفکر نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم امن میں ہیں۔ لیکن اب مسلمان اس بات سے پریشان تھے کہ ہم تو مر جائیں گے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی کون حفاظت کرے گا۔ پس انہیں اپنی جانوں کا ڈر نہ تھا۔ بلکہ انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق خطرہ تھا۔ کہ دشمن کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔

میور جیسا متعصب مؤرخ

بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوا ہے۔ کہ جب کفار نے حملہ کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک پہنچنے کی کوشش کی۔ تو مٹھی بھر مسلمانوں نے اس طرح اپنی جانیں قربان کیں۔ کہ دشمن کو باوجود کثیر التعداد ہونے کے پسپا ہونا پڑا۔ ان خطرناک حالات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس سے یہ سامان کیا کہ ان سترہ ۱۷۰۰۰ ہزار آدمیوں میں سے ایک آدمی کے دل پر اسلام کی حقیقت کھل گئی۔ اور وہ رات کو چوری چوری رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس پہنچا۔ اور اسلام لایا۔ اسلام لانے کے بعد اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی کام بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لشکر اگر شرارت سے باز آ جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ تم اس کے لئے کوشش کرو۔ وہ آدمی بہت ذہین تھا۔ وہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ یہودیوں کے پاس پہنچا۔ چونکہ وہ یہودیوں کا دوست تھا۔ اسلئے انہیں اس پر بہت اعتماد تھا۔ وہ یہودیوں سے کہنے لگا۔ میں تمہارا دوست ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں ہوشیار کرتا ہوں۔ کہ اگر باہر سے آنے والے لشکروں نے واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ تو تم مشکلات میں پھنس جاؤ گے اور مسلمان تم کو سخت سزا دیں گے۔ اگر لڑائی نے ذرا بھی خطرناک صورت اختیار کی۔ تو باہر سے آئے ہوئے لشکر اپنی جان بھاگ کر بچائیں گے۔ اس وقت تم کیا کرو گے۔ یہودیوں نے ان سے پوچھا۔ آپ ہی بتائیں۔ ہم کیا تدبیر کریں کہ جس سے ہماری تسلی ہو جائے۔ اس نے کہا کہ تم باہر سے آنے والے قبائل کے سامنے یہ مطالبہ رکھو۔ کہ وہ ستر آدمی

بطور یرغمال

کے دیں۔ تاکہ وہ نہ ہی صلح کر سکیں۔ اور نہ اپنے آدمیوں کو چھوڑ کر بھاگ سکیں۔ اس کی یہ تجویز سنکر یہودی بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت اچھی تدبیر ہے۔ ہم ایسا ہی کریں گے۔ وہاں سے اٹھکر وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا۔ اور کہا کہ تم نے یہودیوں سے معاہدہ تو کر لیا ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمانوں سے ڈر کر تم سے غداری کریں۔ اور اپنے قلعوں میں سے تم کو راستہ دے دیں۔ تو پھر کیا کرو گے۔ اور اگر وہ یہ کہیں۔ کہ ہمیں اپنے آدمی یرغمال کے طور پر دو۔ تب اعتبار کریں گے۔ اور پھر دھوکہ کر جائیں۔ تو آپ لوگوں کا کیا زور چلے گا۔ انہوں نے کہا ہم ایسا کبھی نہ کریں گے۔ اگر انہوں نے یرغمال مانگی۔ تو ہم سمجھ لیں گے۔ کہ وہ شرارت پر آمادہ ہیں۔ اور ہم کل ہی حملہ کا فیصلہ کر کے انہیں اپنی مدد کے لئے بلاتے ہیں۔ دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔ اس طرح تشفی کر کے وہ نو مسلم اپنے خیمہ میں اطمینان سے چلے گئے۔ اور دوسرے دن کفار کے لشکر کے سرداروں نے یہودیوں کو پیغام بھجوایا۔ کہ ہم اب فوری طور پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم لوگ بھی تیاری کر کے ہمارے ساتھ آ ملو۔ تاکہ یکدم حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دیں۔ یہودیوں نے ان کو جواب بھیجا۔ کہ ہمیں شبہ ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ تم حملہ کرنے کے بعد بھاگ جاؤ۔ یا مسلمانوں سے صلح کر لو۔ اس لئے تم ستر آدمی بطور یرغمال کے ہمارے پاس بھیج دو۔ قبائل کے سردار یہودیوں کا یہ جواب سنکر سمجھ گئے کہ یہودی کوئی شرارت کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے ذہن اسی شبہ کی طرف منتقل ہو گئے۔ جو اس صحابی نے بیان کیا تھا۔ انہوں نے

یہودیوں کو جواب

دیا۔ کہ اگر سیدھی طرح مدد کرنی ہے تو کرو۔ ہم اپنے آدمی دیکر اپنے ہاتھ نہیں کٹوانا چاہتے۔ سارا دن یہ جھگڑا رہا۔ آخر دونوں فریق میں بدمزگی پیدا ہو گئی۔ اور بدمزگی کی وجہ سے ان کے دلوں میں بزدلی پیدا ہو گئی۔ ان قبائل میں یہ رواج تھا۔ کہ رات کو تمام قبیلے اپنی اپنی آگ جلا کر رکھتے تھے۔ اگر تمام رات ان کی آگ جلتی رہتی۔ تو وہ سمجھتے۔ کہ آج کا دن مبارک ہے۔ اور ہمارا دیوتا ہم پر خوش ہے۔ لیکن جس دن کسی قبیلہ کی آگ بجھ جاتی۔ وہ قبیلہ سمجھتا۔ کہ آج ہمارا دن منحوس ہے۔ اور ہمارے لئے کوئی مصیبت لائیگا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا۔ کہ اس رات ایک قبیلہ کی

آگ بجھ گئی

انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ آج کا دن ہمارے لئے مبارک نہیں۔ اس لئے آج ہمیں اپنے خیمے اکھاڑ کر ایک دن کی منزل پر پیچھے چلے جانا چاہیئے۔ دوسرے دن پھر واپس آ جائینگے۔ چونکہ سارا دن یہ باتیں ہوتی رہی تھیں۔ کہ یہودیوں کی نیت خراب ہے۔ اور وہ مسلمانوں سے مل کر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو جب اس قبیلہ نے اپنے خیمے اکھاڑنے شروع کئے۔ تو ہمسایہ قبائل نے یہ سمجھا۔ کہ شاید یہودیوں نے مسلمانوں سے مل کر شبخون مارا ہے۔ اس طرح پہلے ایک قبیلہ نے پھر دوسرے قبیلہ نے خیمے اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ اور وہ سترہ ہزار کا لشکر صبح تک میدان خالی کر کے چلا گیا۔ اس وقت قبائل میں اس قدر بھاگڑ مچی کہ

ابوسفیان

کے متعلق تاریخ میں آتا ہے۔ کہ اس کا اونٹ بندھا ہوا تھا۔ وہ جلدی میں بندھے ہوئے اونٹ پر سوار ہو گیا۔ اور اسے سوٹیاں مارنے لگا۔ پاس سے کسی شخص نے توجہ دلائی۔ کہ پہلے اونٹ کے پاؤں کی رسی تو کھول لو۔ پھر اسے ہانکنا۔ صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ دشمن بھاگ چکا ہے۔ صحابہ رضؓ کہتے ہیں۔ سخت سردیاں تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے کئی دفعہ کہا۔

کہ کوئی ہے جو جا کر دشمن کی خبر لائے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہماری زبانیں سردی کے مارے جم رہی تھیں۔ اور ہمارے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ آخر ایک صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں اور دشمن کی خبر لاتا ہوں۔ وہ گئے اور واپس آکر عرض کیا یا رسول اللہ لشکر کا تو سوال کیا۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں اور میدان خالی پڑا ہے۔ یہ ایک

الٰہی تدبیر

تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کی۔ تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اخطرناک سے خطرناک موقع پر بھی کوئی نہ کوئی رستہ پیدا کر دیتا ہے۔ پس

یہ مت سمجھو

کہ ہم لوگوں کے دلوں کو کیسے صاف کر سکیں گے اور ان کے دلوں سے بغض اور کینہ کو کس طرح دور کر سکیں گے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے روئیں اور چلائیں کہ اے خدا تو لوگوں کے دلوں کو صاف کر دے۔ اور آنے والے حالات کے خطرناک نتائج سے اپنے بندوں کو بچا لے اور اسی طرح دوسری پبلک کو بھی ہم یہی تحریک کریں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے روؤ اور چلاؤ اور اللہ سے اپنا حق مانگو۔ اور کینوں اور بغضوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ ان سے کام نہیں بنتا۔ اگر ہماری جماعت کو یہ کینے اور بغض لوگوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے قربانی بھی کرنی پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئیے۔ کیونکہ بظاہر یہ حالات قربانیوں کے بغیر بدلتے نظر نہیں آتے پس سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے

دلوں کو بدلیں

اگر ہم اپنے دلوں کو بدل لیں گے تو ہمارے ہمسایوں اور ملنے جلنے والوں پر بھی ہماری باتوں کا اثر ہوگا۔ چونکہ آج میری طبیعت پر بوجھ ہے اس لئے میں لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا صرف یہی کہتا ہوں کہ آج سے ہماری جماعت کو دعاؤں پر خاص زور دینا چاہئیے۔ اور نمازوں میں اور نمازوں کے بغیر چلتے پھرتے ہوئے کام کرتے ہوئے ہمارے دلوں سے یہی دعا نکلتی رہنی چاہئیے کہ اے خدا ہمارے ملک کی چالیس کروڑ آبادی پر تباہی اور بربادی کے بادل منڈلا رہے ہیں تو اپنے فضل سے ان حالات کو بدل دے۔ چالیس کروڑ انسانوں کی تباہی کوئی معمولی چیز نہیں۔ لوگوں کے دل بہار اور کوئٹہ کے زلزلہ کو یاد کر کے کانپ جاتے ہیں حالانکہ بہار اور کوئٹہ کے زلزلہ میں ایک دو لاکھ انسان تباہ ہوئے تھے۔ لیکن اب تو چالیس کروڑ انسان کی موت اور حیات کا سوال درپیش ہے۔ اگر اب کوئی فساد پیدا ہوا۔ تو اس میں اتنی تباہی ہوگی کہ دنیا کے پردے پر اس کی مثال نہیں ملے گی۔ مسلمان جوش میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ ہم لڑنے والی قوم ہیں۔ اگر ہمارا تیس کروڑ ہندوؤں سے مقابلہ ہوا۔ تو ہم ان میں سے کسی ایک کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ فرض کرو اگر دس کروڑ مسلمان تیس کروڑ ہندوؤں کو مار بھی لیں۔ تو کیا تیس کروڑ کا مارنا ان کے دلوں میں سکون اور اطمینان باقی رہنے دے گا۔ اگر ہندو خدا کے سوا کسی بت کے بندے ہیں اور ان کا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ پھر تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمان ان کو مارنے کے بعد آرام اور چین کا سانس لے لیں گے۔ لیکن اگر وہ اسی

خدا کے بندے

ہیں جس نے مسلمانوں کو پیدا کیا۔ تو مسلمان ان کو مار کر کس طرح آرام سے دن بسر کر سکتے ہیں۔ یا اگر ہندو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم منظم قوم ہیں۔ اور ہم تیس کروڑ ہیں۔ اس لئے ہم دس کروڑ کو آسانی سے مار لیں گے تو انہیں یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر وہ انسان ہیں اور وہ یقیناً انسان ہیں تو آج وہ بے شک دس کروڑ کو مار لیں۔ لیکن اس گناہ اور اس جرم کو یاد کر کے آئندہ ان کی نسلوں کے دلوں سے خون کے آنسو ٹپکیں گے۔ اور وہ اس جرم اور گناہ کو یاد کر کے ان پر لعنتیں بھیجیں گے بظاہر جوش میں انسان کو ایک دوسرے کا مارنا معمولی نظر آتا ہے۔ لیکن جب وہ ٹھنڈے دل سے سوچتا ہے تو اس کا یہ فعل اس کی زندگی کو ہمیشہ کے لئے تلخ بنا دیتا ہے۔ انسان انسانیت سے خواہ کتنا دور چلا جائے۔ لیکن انسانیت سے آزاد نہیں ہو سکتا

یزید ابن معاویہ

کتنا بدنام ہے کہ اس نے ظلم و تعدی کر کے بادشاہت حاصل کی۔ لیکن اس کے بعد جب اس کے بیٹے کو بادشاہ بننے کے لئے کہا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں بادشاہت کا مستحق نہیں۔ میرے باپ نے ظالم بن کر دوسروں کا حق چھینا تھا۔ ماں نے بہت اصرار کیا۔ کہ تم خاندان کی ناک کاٹ رہے ہو۔ لیکن اس نے کہا۔ ہاں! میں نے خاندان کی ناک کاٹی نہیں بلکہ کٹنے سے بچا لی ہے اس پر بادشاہ بننے کے لئے بہت زور دیا گیا۔ لیکن اس نے ہر دفعہ انکار کیا۔ اور وہ روتے روتے چالیس دن کے بعد مر گیا۔ اس کے باپ نے اس لئے گناہ کیا تھا کہ اس کی اور اس کے خاندان کی عزت بڑھے۔ لیکن خود اس کے بیٹے نے اس

جھوٹی عزت پر لات مار دی

اور رو رو کر جان دے دی۔ پس انسان انسانیت سے کتنا ہی دور چلا جائے۔ اور شیطان اس پر کتنا ہی قابو پا لے۔ لیکن ایک دن آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت اس کے دل پر قائم ہو جاتی ہے پس اگر ملک میں فساد ہوا۔ تو یا مسلمانوں کو گنہگار سمجھا جائے گا اور یا ہندوؤں کو گنہگار سمجھا جائیگا۔ اور یہ گناہ اتنا بڑا گناہ ہوگا کہ وہ

نسلاً بعد نسلٍ

دونوں قوموں کی خوشی اور راحت کو مٹا دے گا۔ اور ان کے دن اور راتیں عذاب میں گذریں گی۔ اور وہ نہایت افسوس کے ساتھ کہیں گے کہ کاش ہماری زندگیاں ختم ہو جائیں۔ اور ہمیں ان پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات مل جائے۔ پیشتر اس کے کہ وہ دن آئیں ہم پر آئیں یا ہمارے بھائیوں پر آئیں ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہئیے کہ دنیا اس عذاب سے بچ جائے۔ ہمارے پاس اس وقت دنیا کو بچانے کے لئے

ایک ہی ذریعہ

ہے اور وہ دعا ہے۔ پس ہماری جماعت کو خدا کے حضور رو رو کر دعائیں کرنی چاہئیں اور دن رات جماعت کے دل دعاؤں میں منہمک رہیں۔ جاگتے ہوئے بھی اور سوتے ہوئے بھی یہ دعا تمہارے دلوں سے نکلتی رہے۔ اور جب تمہاری آنکھ کھلے اس وقت بھی تمہاری زبان پر یہ دعا جاری ہو۔ جب دعا انسان پر غالب آجاتی ہے۔ اور انسان دعا کی چادر اوڑھ لیتا ہے۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ اور اس پر خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں۔ پس صرف سجدوں میں ہی نہیں بلکہ ہر حالت میں تمہارے دل سے یہ دعا نکلتی رہے۔ اگر کوئی شخص نہانا چاہے۔ اور بجائے نہانے کے پانی کا ایک قطرہ ڈال کر یہ سمجھ لے کہ میں نے نہا لیا ہے۔ تو ہر انسان اسے پاگل سمجھے گا۔ پس تم اپنے دلوں پر اس دعا کو حاوی کر لو۔ اور کھاتے وقت۔ سوتے وقت۔ اٹھتے بیٹھتے تم دعا کرو کہ اے خدا! تو اپنے فضل سے ملک کے اس فتنہ کو دور کر اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے دلوں کو صاف کر دے۔ اور ان کے تعلقات آپس میں بھائیوں جیسے کر دے۔ ہمارا ملک جو سینکڑوں سال سے غلامی کی زندگی گذار رہا تھا۔ بڑی مدت کے بعد آسمان سے آزادی کی خلعت اس کے لئے اتر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اپنے لئے قتل و غارت کا سامان پیدا کرنے والے ہوں۔

جلسہ یوم پیشوایان مذاہب

مؤرخہ ۳ ماہ نبوت (نومبر) بروز اتوار یوم پیشوایان مذاہب مقرر کیا گیا ہے۔ اس دن ان پیشوایان مذاہب کے متعلق تقاریر کا انتظام کیا جائے۔ جو اسلامی تعلیم کے مطابق سچے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ اس دن پورے اہتمام کے ساتھ جلسے منعقد کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

فونٹین پن کی تلاش:۔ فونٹین پن رنگ گرین (شیفرز مارکہ) چند روز ہوئے ریلوے سٹیشن قادیان کے قریب گر پڑا تھا۔ اس پر انجم بشیر احمد انگریزی میں لکھا

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں۔
(مینیجر)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دھلی ۲۸ اکتوبر: مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں کانگرس اور مسلم لیگ کے ممبروں کی طرف سے ملک میں فرقہ دارانہ فسادات کے سلسلہ میں کئی تحاریک التواء کا نوٹس دیا گیا تھا۔ لیکن سپیکر نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ صوبائی حکومتوں کی کارگذاری کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ ہوم ممبر سردار پٹیل کی درخواست پر یہ تحاریک التواء خلاف ضابطہ قرار دیدی گئیں۔ مسلم لیگ کی طرف سے قبائلی علاقوں پر بمباری کے متعلق تحریک التواء پیش ہوئی۔ لیکن سپیکر نے کہا۔ کہ اس سلسلے میں گورنر جنرل کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ لہذا اس معاملہ کو کل پر اٹھا رکھا گیا۔

نئی دھلی ۲۸ اکتوبر: معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈروں کی طرف سے ایک مشترکہ اپیل شائع کی جائے جس میں فرقہ وارانہ فسادات کو بند کر دینے کی اپیل کی جائے۔ اس اپیل پر گاندھی جی اور مسٹر محمد علی جناح کے دستخط ہوں۔ اس سلسلے میں وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری نے گاندھی جی اور مسٹر جناح سے ملاقات کی ہے۔ لیکن ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے یا نہیں۔

نئی دھلی ۲۸ اکتوبر: کانگرس اسمبلی پارٹی کی ایگزیکٹو نے اتفاق رائے سے پنڈت نہرو کو پارٹی کا لیڈر منتخب کیا ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر کابینہ میں کانگرس اور لیگ نے ملکر کام کرنا منظور کر لیا۔ اور آپس میں کوئی کشمکش پیدا نہ ہوئی۔ تو جلد ہی کانگرس لیگ کولیشن پارٹی بنالی جائے گی۔ اسی امید پر سر دست کانگرس پارٹی نے اپنا ڈپٹی لیڈر منتخب نہیں کیا۔

ٹانک ۲۸ اکتوبر: معلوم ہوا ہے۔ کہ قبائلی ملکوں کی دعوت اور خواہش کی بناء پر مسٹر محمد علی جناح نومبر کے پہلے ہفتہ میں صوبہ سرحد اور وزیرستان کا دورہ کریں گے۔

نئی دھلی ۲۸ اکتوبر: مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا اجلاس مسٹر جناح کی صدارت میں ہوا۔ پارٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عبوری حکومت میں مسلم لیگی ارکان کا طرز عمل جوابی تعاون ہونا چاہیئے۔ ڈپٹی لیڈر شپ سے مسٹر لیاقت علی خان کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے۔ عبوری حکومت کے ارکان خاص دعوت پر اجلاس میں شامل ہوئے۔

لاہور: حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۴ اکتوبر کو لدھیانہ میں فرقہ دارانہ فساد ہو گیا۔ جس میں سات اشخاص ہلاک اور بیس مجروح ہوئے۔ شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔ کئی گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ شہر کی پولیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے جس کا خرچ شہر کے باشندوں سے لیا جائیگا۔

ڈھاکہ ۲۸ اکتوبر: آج شام تک ڈھاکہ میں چار اشخاص ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔ متعدد مکانات کو آگ لگا دی گئی۔

نئی دھلی ۲۸ اکتوبر: لارڈ ویول وائسرائے ہند نے ایک نشری تقریر میں بتایا۔ کہ ہندوستان میں کولیشن حکومت کا قیام آزادی کی شاہراہ پر ایک بہت بڑا اقدام ہے۔ میری تمنا ہے کہ اس حکومت کے تمام عناصر پوری طرح سے ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ تاکہ ملک کے پیچیدہ مسائل حل ہو سکیں۔ اور برطانیہ ہندوستان کو تمام سیاسی اقتدار منتقل کر سکے۔ اس وقت ہماری اولین کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ملک کے طول و عرض میں جو فرقہ دارانہ کشیدگی پائی جاتی ہے۔ اسے دور کیا جائے۔

نئی دھلی ۲۸ اکتوبر: عبوری حکومت میں شرکت کے متعلق وائسرائے اور مسٹر جناح کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسٹر جناح نے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی تھیں۔ (۱) ایگزیکٹو کونسل کے ارکان کی کل تعداد ۱۴ ہو گی۔ (۲) کانگرس کے چھ نمائندوں میں ایک اچھوت بھی شامل ہو گا۔ لیکن مسلم لیگ اس انتخاب سے متفق نہیں ہے اس کی ذمہ واری وائسرائے پر ہو گی۔ (۳) کانگرس اپنے باقی پانچ نمائندوں میں کسی مسلمان کو نامزد نہ کرے گی۔ (۴) یہ اصول متعین کر دیا جائے کہ اہم فرقہ وارانہ معاملات کے متعلق اگر ایگزیکٹو کونسل کے ہندو یا مسلمان ممبروں کی اکثریت کسی معاملہ کے خلاف ہو۔ تو اس کا کوئی فیصلہ نہ کیا جائے (۵) نائب صدر کا انتخاب دونوں قوموں کے نمائندوں میں سے باری باری عمل میں لایا جائے۔ (۶) آئندہ جب کبھی اقلیتوں کے نمائندوں میں سے کوئی نشست خالی ہو تو اسے لیگ اور کانگرس کے باہمی مشورہ سے پر کیا جائے (۷) اہم محکموں کی تقسیم لیگ اور کانگرس میں مساوی ہو۔ (۸) مذکورہ بالا انتظام میں لیگ اور کانگرس کی منظوری کے بغیر کوئی رد و بدل نہ کیا جائے۔ ملک میں بہتر اور نتیجہ خیز ماحول پیدا ہونے تک طویل المیعاد سفارشات کی سکیم کا مسئلہ طے نہ کیا جائے۔

وائسرائے نے مندرجہ بالا تجاویز میں سے تیسری اور پانچویں تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر مسٹر جناح نے لکھا۔ کہ لیگ ورکنگ کمیٹی آپ کے طے کردہ فیصلے سے متفق نہیں ہو سکتی۔ تاہم مختلف وجوہ کی بناء پر ورکنگ کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ مرکز میں تمام انتظام حکومت کانگرس کے ہاتھوں میں چھوڑ دینا مسلمانوں اور دیگر اقوام کے مفاد کے

...ئے سخت مہلک ہے۔ اس لئے ہم نے عبوری حکومت کے لئے پانچ مسلم لیگی نمائندے نامزد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ محکموں میں تقسیم کے سلسلے میں وائسرائے کے فیصلہ کے متعلق مسٹر جناح اپنے آخری میں لکھا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ اسے محکموں کی مساوی تقسیم کا نام دینے سے قاصر ہوں۔ لیکن چونکہ آپ قطعی فیصلہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا میں اس معاملہ پر مزید بحث نہیں چاہتا:-

نیویارک ۲۸ اکتوبر:- بیگم شاہنواز اور مسٹر حسن اصفہانی نیویارک پہنچ گئے ہیں۔ یہ امریکہ میں مسلمانان ہند کی پوزیشن واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ امریکہ کے مختصر قیام کے بعد آپ انگلستان بھی جائیں گے۔

نئی دہلی ۲۹ اکتوبر:- پنڈت نہرو نے سنٹرل اسمبلی میں کہا کہ گورنر مقرر کرنے کا اختیار ملک معظم کو ہے۔ لیکن اس سلسلے میں حکومت ہند سے بھی ضروری مشورہ حاصل کیا جانا چاہیئے۔

الہ آباد ۲۹ اکتوبر:- آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۔ ۲۰ نومبر کو کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوگا اور ۲۳۔ ۲۴ نومبر کو کانگرس کا سالانہ سیشن میرٹھ میں منعقد ہوگا۔ اگر ضروری ہوا۔ تو یہ سیشن ۲۵ نومبر کو بھی جاری رہیگا۔

پشاور ۲۹ اکتوبر:- عبدالغفار خان نے سرخپوشوں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ ہندوستان میں اب بھی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ کی پالیسی پر ہی عمل کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صرف ذمہ داری ہم پر ڈال رہا ہے حقیقی طاقت نہیں دے رہا۔

نئی دہلی ۲۹ اکتوبر:- فنانس ممبر آنریبل مسٹر لیاقت علی خان نے ہندوستان کو انٹرنیشنل بنک کا ممبر رہنے کی جو تحریک پیش کی تھی آج سنٹرل اسمبلی نے ووٹ لئے بغیر اسے منظور کر لیا فنانس ممبر نے تقریر میں کہا آج کی بحث میں ممبروں نے دوستانہ رنگ میں حصہ لیا ہے جس کے لئے میں شکر گذار ہوں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ مالی معاملات میں ہندوستانی عوام کے مفاد کا پورا خیال رکھا...

نئی دہلی ۲۹ اکتوبر:- پنڈت نہرو نے سنٹرل اسمبلی میں بتایا کہ میرے دورہ سرحد کے دوران میں کافی مار دھاڑ ہوئی لیکن ہمیں بغیر تحقیقات کے کسی پر الزام نہیں دینا چاہیئے۔ آپ نے کہا گورنر سرحد نے مجھے دورہ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن دیگر ذمہ دار حکام کی تجویز پر میں نے یہ دورہ کیا تھا۔

نئی دہلی ۲۹ اکتوبر:- اس ہفتے کے آخر میں [illegible]